تحریر ڈاکٹر افضل اقبال
سابق سفیر پاکستان

اقبال اور قادیانیت

آج سے پچاس برس پہلے علامہ اقبال نے انگریزی میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا عنوان تھا MULSIMS: QADIANIS AND ORTHODOX اس مضمون کا محرک وہ دعوی تھا جس کی رو سے تمام عالم اسلاک کافر ٹھہرایا گیا تھا کہ قادیانیت کے مطابق ہر وہ مسلمان جو مرزا غلام احمد کے دعوی نبوت کی تصدیق نہیں کرتا کافر ہے

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر
(ضرب کلیم)

اپنے ایک مضمون میں اقبال نے انگریزی میں امپیریلزم کے مقاصد کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہندی مسلمان اپنی ہزار سالہ حکومت کے بعد ہندوستان میں شکست خوردہ تو ضرور ہے مگر اپنے دین سے منحرف نہیں اسے ایک خدا پر یقین ہے اور وہ ختم رسالت کے عقیدہ پر قائم ہے اور یہی دو ستون ہیں یعنی خدا کی وحدت اور محمد ﷺ کی ختم رسالت جس پر اسلام کی اساس قائم ہے اور جو امت مسلمہ کی وحدت کے ضامن ہیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کو سیاسی شکست تو ضرور دی مگر انہیں مسلسل یہ خطرہ لاحق رہا کہ مسلمان اب تک اپنے دین پر قائم ہے بدیشی سامراج کے لئے پیہم خطرے کا باعث بنا رہے گا۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے راستے میں سب سے بڑا کانٹا مسلمان ہی تھا اور یہ انگریزی سامراج کو ہمیشہ کھٹکتا رہا۔ چنانچہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ایک وفادار گھرانے کے چشم و چراغ کی بے حد حوصلہ افزائی کی گئی غلام احمد سیالکوٹ میں حکومت برطانیہ کا معمولی سا ملازم تھا۔ اقبال کا مولد بھی سیالکوٹ تھا۔ سرکار نے غلام احمد کی دامے درمے مدد کی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسے جسارت ہوئی کہ کہ سرکار کی پشت پناہی میں نبوت کا دعوی کرے۔ اقبال پکار اٹھا

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز
(ضرب کلیم)

اقبال نے اپنے مضمون میں واضح کیا کہ قادیانیت کی غرض و غایت اسلام کی اخوت اور یک جہتی کو تباہ کرنا ہے مسلمانوں میں تفرقہ و تقسیم کی فضا کو ہوا دے کر غلامی کی ذہنیت کو محکم کرنا ہے تاکہ انگریز کو حکومت کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کو بدل ڈالا۔ اس کی تاویل یہ ہوئی کہ مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے حاکم کی اطاعت کریں قرآن کے احکام کو ایک سازش کے تحت بری طرح مسخ کیا گیا تاکہ انگریز حاکم کا بھلا ہو سکے۔

اقبال کا ردِ عمل یہ تھا

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

اکتفا اس مشورے پر نہ کیا گیا بلکہ بانیٔ قادیانیت نے محکومیت کی تعلیم کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ عصرِ حاضر میں جہاد کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے مجموعہ کلام "در ثمین" میں مرزا غلام احمد نے لکھا ہے

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

حضرت علامہ اقبال نے اس فتوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

فتوے ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر؟
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے در گزر؟

مگر حق سے کسے غرض تھی اور یورپ سے در گزر نہ کرتے تو آخر شاہ کے وظیفہ خوار مرتے کیا نہ کرتے؟

۱۰ جون ۱۹۲۶ء کو اقبال نے اپنے پہلے مضمون کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے روزنامہ سٹیٹسمین کو ایک طویل خط لکھا۔ اس خط میں انہوں نے کہا کہ آج تک اسلام کے کسی فرقے نے یہ جسارت نہیں کی کہ ختم نبوت سے انکار کرے یہ وہ حد ہے کہ جسے پار کرنے والا مسلمان بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی تحریروں میں مسلمانوں کو پھٹے ہوئے دودھ کے نام سے پکارا ہے اور کہا ہے کہ اس کے حواری شیرِ تازہ کے مانند ہیں مراد یہ ہے کہ تازہ دودھ اگر پھٹے دودھ میں ملے گا تو وہ بھی ناکارہ ہوجائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے حواریوں کے لئے مسلمان نہیں بلکہ احمدی کا نام انتخاب کیا اور ان کی مسلمانوں سے علیحدہ شخصیت قائم کی۔ قادیانی غیر قادیانی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کیونکہ ہر مسلمان ان کے نزدیک کافر ہے اس سے شادی بیاہ نہیں کرتے اس کے جنازے میں شامل نہیں ہوتے۔ مذہبی سماجی اور ملی امور میں تو وہ مسلمانوں سے الگ تھلگ رہے مگر سیاسی معاملوں میں مسلمانوں کا حصہ بنے تاکہ وہ تمام حقوق و مراعات سے فائدہ اٹھاسکیں جو مسلمانوں کا حق تھا یعنی اپنی معمولی تعداد کے باوجود ہندوستان میں مسلمانوں کا حصہ خورد برد کرتے رہے اور حکومت کے دائرہ اختیار میں شامل رہے انگریز حکومت نے ہر ممکن امداد کی چنانچہ سر ظفراللہ خان (مرزائی) کو مسلمانوں کے نمائندے کی حیثیت سے وائسرائے کی کونسل میں نامزد کیا گیا مسلمان ہزار چیخے چلائے مگر انگریز حکومت کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

ہندوؤں کو اقبال کا یہ تجزیہ پسند نہ آیا چنانچہ پنڈت جواہر لعل نہرو نے کلکتہ کے ماڈرن ریویو میں اقبال کے

مضمون کو رد کرنے کیلئے تین مقالے لکھے ظاہر ہے کہ قادیانیت جو مسلمانوں کا قبلہ بدل کر ہندوستان (قادیان) کی طرف اس کا رخ پھیرنے پر تلی ہوئی تھی وہ نہ صرف انگریز بلکہ ہندو کو بھی بھلی لگتی تھی اور دونوں مل کر اس کی حوصلہ افزائی کررہے تھے۔

نہرو کے تین مقالوں کے جواب میں اقبال نے ایک اور مضمون قادیانیت کے مسئلہ پر لکھا اور اپنا موقف پہلے سے بھی زیادہ زور سے دہرایا انہوں نے کہا کہ ہندی مسلمان حق بجانب ہیں کہ وہ ایک ایسی تحریک کو جو تمام عالم اسلام کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتی ہے اسے اسلام کی مجموعی حیات کیلئے اتنا ہی مہلک اور مضر سمجھیں جتنا کہ یہودی اپنے لئے سپنوزا کے فلسفہ کو مہلک سمجھتے ہیں ہر ہندی مسلمان منطق کے ذریعے نہیں بلکہ اضطراری طور پر اس خطرے کو محسوس کررہا ہے کہ اس کی رگ جان پر حملہ ہورہا ہے اسے اپنی زندگی کے تحفظ کا پورا پورا حق حاصل ہے وہ لوگ اس سلسلہ میں رواداری کا لفظ استعمال کرتے ہیں معاملہ کی اصلیت سنجیدگی اور نزاکت کو نہیں جانتے اقبال نے لکھا کہ معروف مورخ گبن کے قول کے مطابق فلسفی کی رواداری کا ثبوت یہ ہے کہ کہ وہ تمام مذاہب کو یکساں طور پر سچا سمجھتا ہے مؤرخ کی رواداری یہ ہے کہ وہ ہر ایک کو باطل سمجھتا ہے اور سیاست دان کی رواداری یہ ہے کہ وہ سب ہی کو مفید مطلب قرار دیتا ہے اور انہیں اپنی مقصد براری کے لئے استعمال کرتا ہے اگر مسلمان کی رواداری سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی کمزوری ذلت اور رسوائی کو برداشت کرتا چلا جائے تو اقبال نے نہرو کو بتایا کہ ایسی رواداری مہمل اور بے معنی ہے معاملہ مسلمان کی موت اور زندگی کا ہے ان دشمنوں کو یہ کیسے اجازت دی جاسکتی ہے جو اسلام کے نام پر ہمارے گھروں میں گھس کر اسلام کی بنیادوں کو ہلادیں اور ہم کھڑے تماشا دیکھا کریں رواداری البتہ غیر مسلموں کے لیے صحیح ہے اسلام نے یہود نصاری زرتشتیوں وغیرہ کے ساتھ مثالی رواداری کا سلوک کیا ہے یہودی جب بھی یورپ کی کسی سلطنت سے نکالے گئے مسلمانوں نے انہیں پناہ دی ہے مگر یہ رواداری کا سلوک غداروں کے ساتھ کیسے روا رکھا جاسکتا ہے اقبال نے نہرو کو واضح الفاظ میں سمجھایا کہ کسی مسلمان کو رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی قبول نہیں۔ جب دین ہی مکمل ہوگیا تو پھر کسی نبی کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے رموز خودی میں لکھتے ہیں۔

لانبی	بعدی	زاحسان	خدا	است
پردہ	ناموسِ	دین	مصطفےٰ	است
قوم	را	سرمایہ	قوت	ازو
حفظ	سر	وحدت	ملت	ازو

اقبال کا دعوی ہے کہ ختم رسالت اس امر کا اعلان ہے کہ بنی نوع انسان سن بلوغت کو پہنچ گئی ہے اور قرآن حکیم کے بعد کسی الہام کی ضرورت نہیں اب انسان اپنے فہم اور عقل و دانش کے بل بوتے پر زندگی کی راہ پر چلے گا۔

قرآن مجید خدا کی آخری کتاب ہے یہ اپنی صورت میں قائم ہے اور قائم رہے گی انسان کے لیے یہ خدا کا آخری اور مکمل پیغام ہے اس کی تشریح کی گنجائش ضرور ہے مگر اس کے محکمات سے کسی کو مجال انکار نہیں اور اس کے محکمات کا یہ بنیادی نکتہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ خدا کے آخری رسول ہیں۔

اقبال کے نزدیک قادیانیت کا مقصد ہندوستان کی غلامی کا الہامی جواز مہیا کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ حکمران کی اطاعت سکھانے کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد نے جہاد کو حرام قرار دیا۔ نہ بانس ہوگا نہ بانسری بجے گی۔ اگر جہاد ہی حرام ہے تو انگریز کو کس کی مزاحمت کا خطرہ ہے مرزا غلام احمد کے دماغ میں یہ بات آتی ہی نہیں تھی کہ ہندوستان میں انگریز کی حکومت ختم ہوجائے گی۔ وہ مراعات کی خاطر خوشی خوشی انگریز کا آلہ کار بنتا ہے اور اپنی وفاداری پر فرد انبساط کا اظہار کرتا ہے یہی وجہ تھی کہ تحریک پاکستان سے قادیانی الگ تھلگ رہے ان کی پہلی خارجی مشن وو کنگ انگریز کے ملک میں بنی اور آج بھی لندن میں ہی مرزا طاہر احمد کو پناہ ملی ہے۔

اقبال نے اپنی بصیرت کی بنا پر آج سے پچاس برس پہلے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایران کے بہاء اللہ کو ایماندار سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے برملا اسلام کی مخالفت کی ہے مگر مرزا غلام احمد منافق کا کردار ادا کررہا ہے اور اس کی قادیانیت کا وجود مسلمانوں کے لیے بہت بھاری خطرے کا حامل ہے قوم نے آخر ان کی آواز ۱۹۷۴ء میں سنی جب قادیانیوں کو ان کے اپنے قول اور دعویٰ کے مطابق مسلمانوں سے ایک الگ غیر مسلم طبقہ قرار دے دیا اقبال اگر آج زندہ ہوتے تو اس فیصلہ کی تہہ دل سے تصدیق کرتے۔

ماخوذ روزنامہ نوائے وقت لاہور ص ۱۲، ۷ جون ۱۹۸۴ء

شیزان کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

یاد رکھئے! ہم مسلمان ہیں اور مرزائی کافر مرتد!
ہم اگر اُن کی مصنوعات استعمال کریں گے تو وہ ہمارے سرمائے سے ہمارے خلاف اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے آسانیاں پائیں گے،

فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ بائیکاٹ یا ——؟

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر:- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دار بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک:- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان